مفتی صاحب عمر اور رشتے میں بزرگ ہونے کے ساتھ میرے لئے خاندانی بزرگ کا درجہ بھی رکھتے تھے۔ میں اپنے گھریلو مسائل میں بھی مفتی صاحب سے مشورہ لیتا تھا اور ان کی رائے پر عمل کرتا تھا۔ بسا اوقات ان کی رائے مجھے پسند معلوم نہ ہوئی۔ مگر ان کی عظمت کے پیشِ نظر میں نے ان کے حکم کے مطابق کام کیا۔ تو نتیجہ سامنے آنے پر اس کام کا فائدہ سامنے آیا اور میں حیران رہ گیا۔ کہ مفتی صاحب خالص علمی آدمی ہیں۔ دنیا اور کاروبار کے معاملات سے ان کو کیا سروکار۔ مگر ان کی رائے ان معاملات میں بھی کتنی پختہ اور وزن دار ہے۔

میں کبھی ملاقات کے لئے ندوۃ المصنفین پہونچا۔ میں نے دیکھا کہ جناب یونس سلیم صاحب، جناب شفیع قریشی صاحب، سید حامد صاحب اور دوسرے بڑے بڑے وزیر، ممبر پارلیمنٹ اور ماہرینِ تعلیم بیٹھے ہوئے ہیں۔ میں یہ سمجھ کر کہ ان بڑے لوگوں کی مجلس میں میری شرکت نامناسب ہے، واپس ہونے لگتا۔ مفتی صاحب کی نظر پڑ جاتی، حاجی جی کہہ کر آواز دیتے، مجلس میں شریک کرتے، اور حاضرینِ مجلس سے میرا تعارف کراتے۔ مفتی صاحب کی غایت درجہ عنایت اور محبت سے میں شرمسار ہوتا۔

ایک روز حضرت امیرِ شریعت کے صاحبزادے جناب مولانا ولی رحمانی صاحب مجھ سے ملے، انہوں نے بتایا کہ مفتی صاحب نے آج مجلس میں آپ کا ذکرِ خیر کیا۔ توصیفی کلمات کہے۔ میرا دل چاہا، آپ سے مل کر جاؤں۔ یہ تھے مفتی صاحب کے الطافِ کریمانہ جو رہ رہ کر ہر قدم پر یاد آتے ہیں۔

مفتی صاحب کے چار صاحبزادے اور ایک صاحبزادی ہیں۔ مجیب الرحمٰن صاحب، منیب الرحمٰن صاحب، عمید الرحمٰن صاحب، اور نجیب الرحمٰن صاحب۔ صاحبزادی کا نام نجیبہ صاحبہ ہے۔ مفتی صاحب کے تمام صاحبزادے ماشاء اللہ ہونہار اور لائق فائق ہیں۔ اور علمی اور سماجی کاموں میں مصروف ہیں۔ مگر عمید الرحمٰن صاحب، مفتی صاحب کے فکر و ذوق سے زیادہ ہم آہنگی رکھتے ہیں۔ حضرت مفتی صاحب نے اپنے زمانہ میں ہی ان کو اپنا نائب بنالیا

[illegible] مسلم اور مختلف دینی اداروں اور انجمنوں کے رکن رکین رہے۔ اور زبان و قلم اور فکر و شعور کے ذریعہ رہنمائی کا حق ادا کیا۔ حضرت مفتی صاحب آخر تک مسلم پرسنل لا بورڈ کی سرگرم قیادت کرتے رہے۔

*****

مفکرِ ملت پیکرِ ایثار و خدمت دردمندِ قوم

مفتی عتیق الرحمٰن عثمانیؒ

(حیات اور کارنامے)

اس دور کے مسلمانوں کیلئے سرمایۂ افتخار بھی ہیں اور قابلِ مطالعہ بھی جو برہان نے "مفتی عتیق الرحمٰن عثمانی نمبر" کی صورت میں قوم و ملت کے سامنے پیش کر دیئے ہیں یہ نمبر چار حصوں اور تقریباً پچاس عنوانات پر مشتمل ہے جس میں ہند اور پاکستان کے سرکردہ اہل قلم علماء اور رہنماؤں نے حضرت کے افکار و نظریات خدمات اور کارناموں پر روشنی ڈالی ہے جنمیں حضرت مولانا ابوالحسن علی ندوی، مولانا حکیم محمد عرفان الحسینی، ڈاکٹر یوسف نجم الدین، قاضی اطہر مبارکپوری، قاضی زین العابدین، حکیم عبدالقوی دریابادی، مولانا انظر شاہ، کرنل بشیر حسین زیدی، الحاج عبدالکریم پاریکھ، پروفیسر طاہر محمود، الحاج احمد سعید ملیح آبادی کے گرانقدر مقالات کے علاوہ حضرت کے سفرنامے، ریڈیائی تقاریر، تاریخی اور اہم شخصیتوں کے نام خطوط اور بعض تاریخی شخصیتوں کی اہم تحریریں شامل ہیں ———— قیمت ریگزین کی جلد باسٹھ روپے 62/=

ندوۃ المصنفین، اردو بازار، جامع مسجد، دہلی ٦

زکوٰۃ کے مستحق کون ہیں؟

علمی و قلمی جہاد کی اہمیت

مولانا شہاب الدین ندوی ناظم فرقانیہ اکیڈمی۔ بنگلور نمبر ۵۷

(۶)

لہٰذا اب علماء اور اہلِ مدارس کے سامنے دو ہی راستے رہ جاتے ہیں: وہ یا تو جہا[د] علمی کا بازار گرم کریں یا پھر جہادِ عسکری میں کود پڑیں۔ بقولِ اقبال ؎

نکل کر خانقاہوں سے ادا کر رسمِ شبیری — کہ فقرِ خانقاہی ہے فقط اندوہ و دلگیری
ترے دین و ادب سے آ رہی ہے بوئے رہبانی — یہی ہے مرنے والی اُمتوں کا عالمِ پیری

ایسا معلوم ہوتا ہے کہ معترض نے "کتاب الزکاۃ" کی دو چار بحثیں دیکھ کر مضمو[ن] لکھنا شروع کر دیا ہے اور "کتاب الجہاد" نیز "کتاب العلم" کو ہاتھ تک نہیں لگایا ؎

کیا ہے تجھ کو کتابوں نے کور ذوق اتنا — صبا سے بھی نہ ملا تجھ کو بُوئے گُل کا سُراغ

جہاد کی روح اور اُس کا فلسفہ

واقعہ یہ ہے کہ دُنیائے انسانی کا صلاح و فساد جہاد ہی پر موقوف ہے۔ جہاد دی[ن] کی رُوح اور اُس کی "حرکت" کی ایک علامت ہے۔ اور انسان کو زمین میں خلیفہ مقرر کئے جانے کا صحیح مقصد ہی یہ ہے کہ زمین میں جو شر و فساد پایا جاتا ہے اُسے مٹایا جائے۔ خواہ وہ شر و فساد فکر و نظر (یعنی عقائد و افکار) کی دُنیا میں پایا جاتا ہو یا اخلاق و کردار کے میدان میں۔ غرض دنیا میں جو بھی فکری، اخلاقی، معاشرتی، تمدنی اور سیاسی بگاڑ اور ظلم و عدوان مختلف انسانی طبقات میں پایا جاتا ہے اسے دُور کرنا اور اسلامی عدل و مساوا[ت]